مولانا عبدالرحمان صاحب چمپارنی

"اسلام اور تصویر"!

۱۔ حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس کے اندر کتے اور تصاویر ہوں۔ (متفق علیہ)

تشریح:

اگرچہ شکار یا چوکیداری کے لیے کتے پالنا جائز ہے لیکن ان کو گھر کے باہر رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ نجس ہیں اور ایسی تصاویر جو ذی روح کی ہوں گھروں میں زیب و زینت کے طور پر رکھنا جائز نہیں، ویسے غیر جاندار کی تصویر رکھی جا سکتی ہے۔

۲۔ حضرت میمونہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی خموشی کی حالت میں فرمایا کہ بے شک حضرت جبریئل علیہ السلام نے آج کی رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، لیکن انہوں نے ملاقات نہ کی۔ حالانکہ اللہ کی قسم اس سے قبل کبھی انہوں نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر میرے جی میں یہ بات آئی کہ میرے تخت کے نیچے ایک کتے کا بچہ ہے (شاید اسی وجہ سے حضرت جبریئلؑ نہیں آئے) پھر آپؐ نے حکم دیا کہ اس کو نکال دیا جائے۔ چنانچہ نکال دیا گیا، پھر آپؐ نے اس جگہ پانی (پاکی کے لیے) چھڑک دیا۔ پھر جب شام ہوئی تو حضرت جبریئل علیہ السلام آئے۔ آپؐ نے حضرت جبریئل علیہ السلام سے فرمایا۔ "آپ نے گذشتہ رات کو ملاقات کرنے کا وعدہ فرمایا تھا" حضرت جبریئلؑ نے کہا، ہاں! لیکن ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے اور تصویریں ہوں۔ پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت کتوں کے قتل کیے جانے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ چھوٹے باغات میں چوکیداری کرنے والے کتوں کو قتل کر دیئے جانے کا حکم دیا۔ ہاں البتہ جو بڑے باغات تھے ان میں نگرانی کرنے والے کتوں کو قتل کر دیئے جانے کا حکم نہیں دیا۔

تشریح :

چونکہ آپؐ سے حضرت جبرئیلؑ نے وعدہ کیا تھا اور جب آپؐ کے پاس حسب وعدہ نہ آئے تو آپؐ کو فکر ہوئی۔ اور جب آدمی پر فکر سوار ہو تو آدمی خاموش زیادہ رہتا ہے۔ چنانچہ آپؐ اسی حالت میں تھے کہ آپؐ کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید کتے کے بچے کی وجہ سے نہ آئے۔ چنانچہ جب کتے کے بچے کو باہر کر دیا گیا اور اس جگہ پر پانی وغیرہ صفائی کے لیے چھڑک دیا گیا تو حضرت جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے وہ بات بیان کی جو ابھی گذری۔

اب ان دونوں حدیثوں سے مسلمانوں کو سبق لینا چاہیئے کہ ہم کس قدر اپنے دین کی تعلیم سے غافل ہیں، اپنے گھروں میں تصویریں بلکہ بعض مسلمان تو فحش تصویریں لٹکاتے ہیں جن کو دیکھتے ہی مہذب آدمی شرمندہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح بعض مسلمانوں میں کتوں کو بلا وجہ پالنے کا مرض ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔

۳۔ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں، پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور گھر میں داخل نہیں ہوئے (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ) میں نے (آپؐ کی) ناراضگی آپؐ کے چہرے سے پہچان لی تو کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ اور رسولؐ کی طرف متوجہ ہوتی ہوں میں نے کونسی خطا کی (کہ جس کی وجہ سے یہ خفگی ہے)؟ تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسا تکیہ ہے تو میں نے کہا اس کو میں نے آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر آرام فرمائیں اور ٹیک لگائیں (آپؐ نے یہ سن کر فرمایا) بے شک ان تصویروں کے بنانے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے ان کو بنایا تھا انہیں زندہ کرو اور (مزید) فرمایا کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہوتی ہے اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (متفق علیہ)

تشریح :

حضرت عائشہؓ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور (فداہ امی وابی) صلی اللہ علیہ وسلم کہیں باہر تشریف لے گئے تھے اور چونکہ ام المؤمنین کو معلوم نہیں تھا کہ تصویر یا تصویر والی کوئی چیز شریعت میں جائز نہیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے تو دروازے سے ہی یہ دیکھ کر ٹھٹک گئے کہ

میرے گھر ایک ایسی چیز ہے جس سے اللہ کے حکم کی نافرمانی ہو رہی ہے اس لیے آپؐ کی ذات گرامی نے یہ ہرگز گوارا نہ فرمایا کہ آپؐ اس گھر میں داخل ہو جائیں۔ یا تو اس لیے کہ اس کو گھر سے نکال دیں یا پھر اس کی قباحت جتلانے کے لیے آپؐ نے ایسا کیا۔

یہیں سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنے گھروں میں بے شمار اللہ کی نافرمانیوں کے سامان دیکھتے ہیں لیکن کبھی حرفِ غلط کی طرح اس پر گھر والوں کو تنبیہ نہیں فرماتے

ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

دوسری بات یہ بھی سمجھ لینے کی ہے کہ اس تکیہ میں تصویر ذی روح کی ہی تھی ورنہ غیر جاندار کی تصویر مثلاً باغ مکان، پہاڑ یا دوسرے اس طرح کے مناظر (سین) وغیرہ ہوں تو کوئی قباحت نہیں کیونکہ ممانعت جاندار تصویر بنانے کی ہے نہ کہ غیر جاندار کی۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی جیسا کہ قبل کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ جس گھر میں تصویریں ہوں فرشتے نہیں داخل ہوتے، اور نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تصویر بنانے والے قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے اور انہیں مجبور کیا جائے گا کہ انہوں نے جتنی تصویریں دنیا میں بنائی ہیں ان سب میں روح ڈالیں یہ محال و غیر ممکن ہے پھر انہیں عذاب میں ڈال دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

۴۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہو گا جو اللہ کی (صفتِ خلق) کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہو۔ (متفق علیہ)

تشریح:

مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ تصویریں بناتے ہیں وہ گویا کہ اللہ کے ساتھ مشابہت (اسی جیسا کام) اختیار کرتے ہیں، اور چونکہ ساری دنیا کی چیزیں پیدا کرنے والے اور عالم کے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہیں تو اس بنا پر جو لوگ ذی روح تصویر بناتے ہیں وہ گویا کہ ایسا کام کرتے ہیں جو صرف اللہ کے لائق ہے اس لیے یہ عذاب کے مستحق ہوئے۔

حدیث کے اندر یہ بھی ہے کہ سب سے سخت عذاب مصور کو دیا جائے گا تو علماء نے اس کے کئی مطلب بیان کیے ہیں۔ ایک مطلب تو یہ ہے کہ یہ ڈرانے کے لیے کہہ دیا گیا ہے کیونکہ سخت عذاب تو کافر اور مشرکین کو دیا جائے گا۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ تصویریں اس لیے بنائی ہیں کہ ان کی عبادت

کرے گویا کہ یہ تصویر شرک کے لیے ہے اور جب تصویر گری کے ساتھ ان کی پرستش پائی گئی، تو یہ مشرک سب سے سخت عذاب کا مستحق ہے۔

بہر صورت اگر پیشہ یا تفریح وغیرہ کے لیے ہی جاندار کی صورت بنائی جائے تو بھی بہت سخت وعید ہے۔ بلکہ علماء نے غیر جاندار چیزوں کی تصویر بلا کسی ضرورت کے بنانے کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے کیونکہ اس میں بھی لہو ولعب پایا جاتا ہے اور اسلام کا خاصہ یہ ہے کہ لہو ولعب کی چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس آدمی سے زیادہ ظالم کون شخص ہوگا جو میرے پیدا کرنے کی طرح بناتا ہے (حالانکہ اس تصویر میں میری طرح روح ڈالنے سے مجبور ہے) اگر وہ اس بات پر قدرت رکھتا ہے تو پھر چاہیئے کہ ایک چیونٹی ہی پیدا کر دے یا کوئی دانہ پیدا کر دے یا جو کا دانہ پیدا کر دے۔ (متفق علیہ)

تشریح:

اس حدیث کا مطلب تو صاف ہی ہے لیکن پھر بھی اتنا سمجھ لیں کہ عربی میں جہاں یہ بولا جاتا ہے کہ "اُس سے زیادہ کون ظالم ہے" تو اس کا مطلب یا تو یہ ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے یا اس سے بڑھ کر کون خدا کا نافرمان ہو سکتا ہے۔

بہر حال یہ کہا گیا کہ کون زیادہ ظالم ہو سکتا ہے یعنی کون اس سے بڑا نافرمان ہو سکتا ہے کہ جس تصویر کشی سے خداوند کریم نے سختی سے منع فرمایا یہ اس کو کرتا ہے۔ حالانکہ اس بات کی اس کو کوئی طاقت نہیں کہ وہ اس تصویر میں روح پھونک سکے۔ پھر وہ اس کام کی جرأت کیسے کرے؟

۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ تصویر بنانے والا (اپنے اس فعل بد کے سبب) جہنم میں داخل کیا جائے گا (اور اس کے عذاب کے لیے) ہر اس تصویر کے بدلے جس کو کہ اس نے بنایا تھا ایک جان (دار) پیدا کیا جائے گا تاکہ اس کو جہنم میں عذاب دے (اس فرمان رسولؐ کو بیان کرنے کے بعد) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں اگر تصویر بنانے سے چارہ کار نہیں تو پھر درخت یا اس چیز کی تصویر بناؤ جس میں جان نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

تشریح:

چونکہ جاندار کی تصویر کشی اسلام میں جائز نہیں، اور اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت میں بظاہر

شرکت ہے جس کا بندوں کو حق نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمان هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ کے مطابق مصوّر ہے اگرچہ وہ مصور حقیقی ہے لیکن اس کی اس صنعت کے ساتھ ایک طرح کی شرکت ہے اس لیے اس کے بدلے میں اس کو وہی تصویریں، جو اس نے بنائی تھیں، عذاب دینے کے لیے مقرر کر دی جائیں گی۔

اب مقام غور و فکر ہے کہ ہم میں کتنے مسلمان اس وعید سے غافل ہیں اور ان کا مقصود صرف دنیا کی راحت ہے اور بے فکری میں ہزاروں نہیں لاکھوں تصویریں بناتے جا رہے ہیں۔ بلکہ بعضوں نے تو اس کو ذریعۂ معاش بنا لیا ہے خود بھی اور اولاد و اعزا کو اس وعید میں داخل کرنے کا سبب ہیں۔

۷۔ حضرت ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ کہا میں نے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ جس نے کسی ایسے خواب کے دیکھنے کا دعویٰ کیا جس کو اس نے نہیں دیکھا (مطلب یہ کہ جھوٹا خواب بیان کیا) تو اس کو قیامت کے دن مجبور کیا جائے گا کہ وہ دو جو کے دانوں میں گرہ لگائے حالانکہ وہ اس کو ہرگز نہ کر سکے گا۔ اور کسی آدمی نے کسی گروہ کی بات اس طرح سنی کہ وہ لوگ اس کا سننا پسند نہیں کرتے تھے یا اسکو سنانے سے بھاگتے تھے تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور اگر کسی آدمی نے کوئی ذی روح صورت بنائی تو اس کو عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے۔ حالانکہ وہ اس میں روح پھونکنے پر (ہرگز) قدرت نہیں رکھتا۔ (رواہ البخاری)

تشریح:

اس حدیث میں اول جھوٹے خواب بیان کرنے والے کی وعید فرمائی اور یہ فرمایا کہ جس نے اس بات کا دعویٰ کیا تو اس کو قیامت کے دن یہ عذاب دیا جائے گا کہ اس سے کہا جائے گا کہ تم ۲ جو میں گرہ لگاؤ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کو اس پر مجبور کرنے کی کیا مصلحت ہے؟ تو علماء نے لکھا ہے کہ چونکہ جھوٹ کا سچ کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں لیکن ایک جھوٹی بات کو اس طرح بیان کیا کہ گویا کہ سچ کے ساتھ جھوٹ کو جوڑ دیا تو جس طرح یہ محال ہے کہ جھوٹ ہرگز سچ نہیں ہو سکتا اسی طرح ۲ جو کے دانے میں جوڑ ہرگز نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ اس بات سے مجبور ہو گا، اس کے بعد اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

مظاہر حق میں یہ بھی لکھا ہے کہ یوں تو جھوٹ بھی بہت سخت گناہ ہے لیکن جھوٹا خواب بیان کرنا اس سے بھی زیادہ قابل گرفت ہے، اس لیے کہ خواب بھی نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور ایک طرح سے یہ وحی کا درجہ رکھتا ہے تو گویا کہ اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ پر یہ افترا باندھا کہ اس

پر یہ خواب ظاہر ہوا اس لیے یہ سخت عذاب کا مستحق ہے۔

خلاصہ یہ کہ جھوٹا خواب بیان کرنا دوسری حدیثوں سے بھی بہت ہی سخت گناہ ثابت ہوتا ہے لیکن آج عام طور پر مسلمان اس میں مبتلا ہیں۔ دوسری بات حدیث کے اندر یہ فرمائی گئی کہ جو آدمی کسی قوم کی بات کو چھپ کر ان کی اجازت کے بغیر سننے کی کوشش کرے تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جائے گا۔ یہ بھی ایک ایسا کام ہے جو خرمن امن پر برق بن کر گرتا ہے اور ایسے عناصر سے معاشرہ میں فتنہ اور فساد برپا ہوتا ہے اس لیے قرآن کریم میں بھی وَلَا تَجَسَّسُوا کہہ کر اس سے روک دیا گیا بلکہ اس کو حرام قرار دیا گیا کہ کوئی کسی کی ٹوہ میں نہ پڑے۔

چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی محض چغل خوری اور فتنہ و فساد پھیلانے کی غرض سے سن رہا ہے تو یہ آدمی اس وعید کا مستحق ہے ورنہ اگر فساد انگیزوں اور شرپسندوں کے کسی منصوبہ سے باخبر ہونے کی کوشش کر رہا ہے جو لوگوں کے خلاف منصوبہ بنا رہے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ تصویر بنانے والے کی وعید گذشتہ وعیدوں کی طرح بیان کی گئی۔

۸۔ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نردشیر کھیلا تو گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ کو سؤر کے گوشت اور اس کے خون میں رنگا۔ (رواہ مسلم)

تشریح:

نردشیر ایک کھیل ہے جس کو ایران کے ایک بادشاہ نے شروع کیا تھا۔ آج کل جیسے کیرم بورڈ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ کھیل وہ ہیں کہ ان میں نہ جسمانی ورزش ہوتی ہے اور نہ کوئی فائدہ اس لیے سوائے تضیع وقت اور ٹائم پاس ہونے کے کچھ نہیں ہوتا بلکہ ایک نمازی اس میں مشغول ہو جائے تو نماز جیسے اہم فریضہ سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس سے نفرت دلاتے ہوئے کہا کہ اس نے گویا اپنے ہاتھ کو سؤر کے گوشت اور خون میں رنگ لیا۔

جمہور نے لکھا ہے کہ نردشیر کھیل حرام ہے اور شطرنج بھی۔ امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے (مرقاۃ)

(نوٹ) اس حدیث کو اگرچہ عنوان سے بظاہر کوئی مناسبت نہیں ہے لیکن بایں معنی ہے کہ جس طرح تصاویر بلا ضرورت لغو و بیکار چیزوں میں سے ہیں اور اس میں پڑنا ایمان کے شایان شان نہیں۔ اسی طرح یہ کھیل بھی بے مقصد اور بے معنی ہیں اور ان میں مشغول ہونا جائز نہیں۔

بچھونے میں تصویر ہونا مکروہ نہیں :

۹ ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہہ رہے تھے کہ کل رات مجھ کو گھر میں آنے سے جو بات رکاوٹ بنی وہ یہ تھی کہ دروازے کے (پردہ) پر تصویریں تھیں اس طرح کہ جو کپڑا نقش ونگار والا تھا اس پر تصویریں تھیں ۔ نیز گھر میں کتا بھی تھا پس (اے اللہ کے نبی) آپ اس بات کا حکم دیجئے کہ ان تصاویر کے سر کاٹ دیئے جائیں جو دروازے کے پردے) پر بنی ہوئی ہیں، اور وہ اس طرح کاٹ دیئے جائیں کہ درخت کی شکل کی ہو جائیں پھر حکم دیجئے اس پردے کو کاٹ کر دو ایسے تکئے بنائے جانے کا جو (سہارا لے کر بیٹھنے اور سونے کے کام میں آئے) جو فرش پر پڑے رہیں اور روندے جائیں ۔ نیز کتے کو بھی گھر سے باہر نکال دیئے جانے کا حکم دیجئے ۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ جبرئیلؑ نے فرمایا تھا ۔ (رواہ ابوداؤد)

تشریح :

حدیث ۲ سے بھی یہ معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیلؑ گھر میں اس لیے تشریف نہیں لائے کہ گھر میں کتے کا ایک بچہ تھا اور اس حدیث سے اس کے ساتھ یہ معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل کے نہ آنے کے دو سبب تھے ایک تو یہ کہ گھر میں کتا تھا دوسرے یہ کہ دروازے پر جو پردہ پڑا ہوا تھا اس پر نقش ونگار کے ساتھ جاندار تصویر بھی تھی ۔

پھر آپ سے حضرت جبرئیلؑ نے گذارش کی کہ آپ اس تصویر کی صورت یوں مسخ کر دیں کہ بالکل درخت کی طرح ہو جائے ۔ اور اس پردے کو کاٹ کر دو ایسے تکئے بنا دیئے جائیں کہ جو یا تو سہارا لینے یا سونے کے کام آسکے تاکہ ان کی کسی طرح عزت و وقعت نہ ہو سکے ۔

اسی لیے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اگر تصویر کی صورت اس طرح بدل دی جائے کہ اس کی شباہت تصویر کے ساتھ نہ رہے تو کوئی حرج نہیں ۔

جہور معاند متکبر کی ذلت اور ان پر عذاب :

۱۰ ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جہنم سے (میدان حشر میں محض) ایک ایسی گردن نمودار ہو گی جس کے پاس دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھتی ہو گی، اور دو کان ہوں گے جن سے سنتی ہو گی، اور ایک زبان ہو گی جس سے بولتی ہو (اور) یہ کہہ رہی ہو گی کہ بے شک میں تین طرح کے آدمیوں پر مسلط کی گئی ہوں ۔ (پہلا) ہر ظالم، متکبر، دشمنی، بغض رکھنے والے پر (دوسرا) ہر اس آدمی پر جس نے "وحدہٗ لا شریک لہٗ" کے ساتھ

کسی اور جھوٹے خدا کی عبادت کی ہو۔ (تیسرے) ہر (جاندار) تصویر بنانے والے پر۔ (رواہ الترمذی)

تشریح :

حدیث میں صرف گردن کا ذکر ہے بقیہ جسم کا نہیں۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، یا تو اس جانور کا بقیہ جسم جہنم ہی میں رہے گا اور صرف گردن اتنی لمبی ہوگی کہ وہ میدان حشر میں نکل کر اس قسم کے لوگوں کو چن لے گی۔ یا دوسرا مطلب یہ لیا جائے کہ محض گردن ہی ہو گی تو بظاہر کچھ انوکھی بات نہیں ہے، اس لیے کہ یہ قدرت خداوندی سے کچھ دور نہیں۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجرموں اور نافرمانوں کو نیک اور فرمانبردار بندوں سے مختلف انداز میں ممتاز فرمائیں گے، جس کا قرآن کی متعدد آیتوں میں تذکرہ ہے کہیں فرمایا گیا :

يَوْمَ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ۔

"جس دن اللہ کے نافرمان پہچان لیے جائیں گے اپنی پیشانیوں سے پھر پکڑ لیے جائیں گے پیشانیوں اور پیروں سے"۔

اور کہیں فرمایا :

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ۔

"اے اللہ کے نافرمانو ! آج کے دن الگ ہو جاؤ"

الغرض اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نافرمانوں اور مجرموں کو مختلف عذاب اور رسوائی میں ڈالیں گے جو دوسری حدیثوں سے تفصیل کے ساتھ معلوم ہوتی ہے۔ یہ گردن ہر اس آدمی کو جس نے دنیا میں غرور و سرکشی کو اپنا شعار بنایا ہوا چک لے گی اس لیے کہ تکبر اور بدمزاجی اللہ کو انتہائی ناپسند ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کبر میری چادر ہے جو اسے کھینچتا ہے (یعنی تکبر اختیار کرتا ہے خواہ وہ قولاً ہو یا فعلاً سراً یا علانیاً) اسے ہم فوراً عذاب و خذلان میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

بہر صورت کبر و غرور اللہ تعالیٰ کو بے حد ناپسند ہے اس صفتِ مذمومہ کی بنا پر شیطان لعین باوجود اپنے علم و فضل، اپنی عبادت و ریاضت کے اللہ کے حضور سے دھتکار دیا گیا۔ بہر صورت جس آدمی کے اندر یہ عیب ہے اس کو اس وعید پر نظر کرنی چاہیئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس آدمی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

دوسری قسم جن کو یہ گردن اُچک لے گی وہ ہوں گے جنہوں نے غیر اللہ کی عبادت اپنے شرک کی بناپر کی ہوگی اور جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے
تیسری قسم کے وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے جاندار مخلوقات کی تصویر بنائی انہیں بھی یہ گردن اُچک لے گی۔ ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے ان تینوں قسم کے لوگوں کو جہنم میں ڈال دے گی۔

ان ساری باتوں کی خبر مخبر صادق والمصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس لیے دی ہے کہ ہم ان بدعملیوں سے بچ کر جہنم اور آخرت کی ساری مصیبتوں سے محفوظ رہیں۔ لیکن آج ہمارا یہ حال ہے کہ ان کی طرف توجہ نہیں اور آخرت کے ان عذابوں سے بچنے کی کوئی فکر نہیں۔ اللہ ہم سب کو ان بداعمالیوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

شراب، جوا اور باجہ، گانا حرام ہے:

(۱۱) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے مسلمان بندوں کو) شراب (پینے پلانے خریدنے فروخت کرنے) جوابازی اور کوبہ (طبل) سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ (شراب ہی نہیں بلکہ، ہر نشہ لانے والی چیز (خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ) حرام ہے (اور شاید کہ کسی کے پوچھنے پر یا عرف عام میں) کوبہ طبل فرمایا گیا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

تشریح:

اس حدیث میں اگرچہ تصویر سے متعلق کوئی بات نہیں لیکن تصویر ہی کی طرح یہ سب چیزیں بھی حرام اور لغو وبیکار ہیں اس لیے اس باب میں اس کو بھی ذکر کیا۔

بہر حال پہلی بات یہ بیان فرمائی کہ خمر حرام ہے، دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور خمر جو کہ انگور سے بنتا ہے یہ بھی نشہ آور ہوتا ہے چنانچہ نشہ لانے والی چیز کا استعمال تھوڑا یا زیادہ شوقیہ یا دوا کے طور پر بہر صورت حرام ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے جتنی گھونٹیں دنیا میں شراب پی اللہ تعالیٰ آخرت میں اتنی ہی گھونٹ دوزخیوں کے زخم اور ان کے جسم سے نکلے ہوئے پیپ و مواد اور پسینے کی پلائے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا اللہ تعالیٰ آخرت میں جنت کے اس شراب سے (جس کی خاصیت یہ ہے کہ نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا نہ اس طرح نجس ہوگی

بلکہ قرآن نے اس کو شراباً طہوراً کہا ہے) محروم رکھے گا۔

دوسری بات اس حدیث میں یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جوا کو حرام قرار دیا ہے چنانچہ قرآن کی ایک آیت میں یوں بیان فرمایا گیا :

قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ٥ (پ۔ع ۲۷)

"فرما دیجئے (اے نبی) کہ ان دونوں چیزوں میں (یعنی شراب اور جوا میں) اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نافرمانی ہے اگرچہ بظاہر لوگوں کو نفع نظر آرہا ہے"۔

اور ایک دوسری آیت میں قطعاً ان دونوں اور ان کے علاوہ انصاب وازلام کو یوں کہہ کر فرمایا:

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔

"بے شک شراب اور جوا، انصاب وازلام شیطان کا عمل ہے جو گندہ ہے"۔

بہر حال جوا بھی حرام ہے اس سے معاشرہ میں ایک عجیب قسم کی آزادی بے رحمی اور بداخلاقی کارروائی کھلتا ہے۔

تیسری بات یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے طبل کو یعنی طبلہ (جو ایک قسم کے بجانے کا سامان ہوتا ہے) بجانے سے منع فرمایا۔ یہ کام بھی انہی چیزوں میں سے ہے جو شرافت انسانی کی چادر کو داغدار اور باوقار آدمی کو ذلیل درسوا کر دیتا ہے اور انتہائی بے مقصد اور لغو ہونے کے سبب حرام قرار دے دیا گیا۔

زمانۂ جاہلیت میں اس کا بہت رواج تھا آپؐ نے یوں فرما کر اس کا جنازہ ہمیشہ کے لیے اسلام سے نکال دیا کہ جہالت کی ساری رسمیں میرے قدموں تلے روندی گئیں۔

۱۲۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نردشیر (ایک کھیل ہے جو شطرنج کے مثل ہوتا ہے) کھیلا تو یقیناً اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی (کیونکہ اللہ و رسولؐ نے اس سے منع فرمایا ہے)۔ (رواہ ابوداؤد)

تشریح :

نردشیر کی تفصیل حدیث ۸ میں گذر چکی ہے اور یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ کھیل حنفی اور دیگر علماء کے مسلک کے اعتبار سے حرام ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔ تصویر کشی یا تصویر بیچنے کو ذریعۂ معاش بنانا درست نہیں۔

۱۳۔ حضرت سعید بن ابوالحسن کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ

آدمی آکر کہنے لگا کہ میرا ذریعۂ معاش میری دستکاری ہی ہے اور میں انہی تصویروں کو بناتا ہوں (اور انہیں بیچ کر اپنی ضروریات زندگی پوری کرتا ہوں یہ سن کر) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں تم سے ایک ایسی بات بیان کرتا ہوں جس کو میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہی سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے جس نے کوئی تصویر گھڑی تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس (بنانے والے) کو عذاب دے گا حتیٰ کہ اس کو مجبور کیا جائے گا کہ اس بنائی ہوئی تصویر یا مورت میں روح ڈالے حالانکہ وہ روح ڈالنے پر کبھی بھی ہرگز قادر نہ ہو سکے گا۔ (پھر وہ جہنم میں داخل کر دیئے جانے کا مستحق سمجھا جائے گا پھر اس بات کو سن کر) اس آدمی نے بہت تیز سانس لیا اور اس کا چہرہ (خوف سے) زرد پڑ گیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اس بات سے انکار کرتا ہے اور اس کام کو کرنا ہی چاہتا ہے تو ضروری سمجھ کر (بجائے ذی روح تصویر بنانے کے) اس طرح کے درخت اور نیز ہر اس چیز کی تصویر جس میں روح نہیں ہے، بنا۔ (رواہ البخاری)

تشریح: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہونے والا آدمی دراصل اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے آیا تھا کہ آیا ان تصاویر کی آمدنی کے ذریعہ زندگی گذارنا حلال ہے یا حرام؟ چنانچہ جب آپؓ نے اس شخص کو وہ وعید جو انہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی تھی، سنائی تو گھبرا گئے اور ایمان کا حقیقی تقاضا یہی ہے کہ جب بھی اس کے سامنے اللہ اور رسولؐ کا فرمان پہنچے تو بسر و چشم اُسے قبول کرے اور اس کی شان طاعت کی جھلک رونما ہو جائے وہ صاحب ایمان و یقین تھے اس لیے ان پر ایک فرمان رسولؐ نے کپکپی پیدا کر دی۔ ہم جھوٹے اور کمزور ایمان والے ہیں اس لیے شریعت کے دفتر کے دفتر بھی ہم پر اپنا کوئی اثر نہیں بٹھا پاتے اور ہم متاثر نہیں ہوتے۔

بہر حال جو بات ان کو بتائی گئی اس کو انہوں نے قبول کیا اگرچہ حدیث میں اس کا صاف طور پر ذکر نہیں لیکن ان کا ٹھنڈا سانس لینا اور ان کے چہرے کا زرد پڑ جانا وغیرہ یہ سب باتیں اس بات کی نشاندہی ہے کہ انہوں نے اس کو قبول کر لیا۔

دوسری بات اس حدیث میں اہل علم کے لیے یہ ہے کہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو صرف اس کی حرمت ہی بیان کر کے نہ چھوڑ دے بلکہ اس کو کوئی ایسی صورت جواز بھی بتائی جائے (اگر ممکن ہو) جس سے اس کے مسئلہ کا کوئی حل بھی نکل آئے۔ اور وہ شریعت کے اندر کبھی بھی تنگی اور حرج نہ محسوس کرے جیسا کہ اس روایت سے پتہ چلا کہ حضرت ابن عباسؓ نے صورت حرام بھی بتائی اور ترک

کرنے کے لیے اور صورت جواز بھی بنائی اختیار کرکے مسئلہ معاش حل کرنے کے لیے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آج جو چھوٹے بڑے شہروں میں ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان فوٹوگرافری کو اپنا ذریعۂ معاش بنائے ہوئے ہیں کیا ان کے دل میں بھی یہ جذبہ ہے کہ وہ علماء سے دریافت اور تحقیق کریں کہ آیا ان کا یہ ذریعہ معاش شرعی اعتبار سے درست ہے یا نہیں ؟ میرا خیال ہے کہ دین کے اہم مسئلے بالکل عام ہونے کے سبب اس کی حرمت کا علم ہر ایک کو ہے لیکن دنیا اور مال کی محبت نے اتنا اندھا کر دیا کہ وہ روزی کے مسئلہ میں بالکل یہود و نصاریٰ اور غیر مسلم کی طرح آزاد رہ کر تجارت کی منڈیوں میں چھا جانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ ان کا خواب و خیال ہے۔ مسلمان دنیوی یا دینی ترقی کے لیے شریعت کی حدود کی رعایت کے بغیر ارتقاء کی منزلوں کی جانب رواں دواں رہے، یہ کچھ عجیب وہم و خیال کی بات ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ وقتی اعتبار سے وہ مالدار ہو جائیں لیکن اس مال کے اندر استحکام اور استقرار کچھ ممکن نہیں۔ اگر بفرض محال ہو تو بھی مال کی اصل روح یعنی برکت مفقود ہی رہے گی اور زیادہ سے زیادہ مال ہوتے ہوئے بھی تنگی اور کمی کا احساس باقی رہے گا۔ اور ایسی تنگی اور کمی کا احساس تو فقر اور محتاجگی کہلاتا ہے۔ ورنہ آقائے دو جہاں یہ نہ فرماتے۔ اَلْغِنیٰ غِنَی النَّفْسِ مالداری تو دل کی مالداری ہے جسے قلبی اعتبار سے استغناء کی دولت نہ ملے اگرچہ ہفت اقلیم اس کے زیر نگوں کیوں نہ ہو پھر بھی وہ کنگال اور محتاج ہی کے زمرہ میں شمار کیے جانے کے قابل ہے۔

اس کے ساتھ ایک بات اور واضح کر دوں کہ اس قسم کی ناجائز اور حرام کمائی کرنے والوں کی زندگی کا ظاہر تو بڑا خوشنما دلکش اور دیدہ زیب معلوم ہوتا ہے لیکن در پردہ پلٹ کر دیکھیں تو ان کی زندگی اجڑے ہوئے چمن سے کم نہیں۔ ان کے دل کا گلاب روندا ہوا ان کے چہرے کی کلیاں مرجھائی ہوئیں دل مضطرب اور بے قرار خطرات اور خدشات سے ذہن الجھا ہوا کوئی فیصلہ کرے تو بھی کیا مال کا مقصد اتنا ہی ہے کہ ایئر کنڈیشنڈ بنگلا اور امپالا ٹیکسی اور کروڑوں کا بینک بیلنس اور لاکھوں کی تجارت ہاتھ آ جائے؟ اگر یہی مقصد ہے تو پھر ہم بحث نہیں کرتے اور اگر مقصد مال یہ ہے کہ زندگی راحت و سکون، عافیت و آرام سے گزرے تو پھر بتاؤ اور جواب دو! کیا تمہیں یہ راحت و آرام، اطمینان قلب اور دماغی سکون کیوں حاصل نہیں؟ اس لیے کہ تم نے صرف اتنا جاننے کی تو ضرور کوشش کی کہ مال کن کن ذرائع اور کن کن وسائل اور طریقوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے؟

لیکن کاش! کم از کم بحیثیت مسلمان ہونے کے یہ بھی تو معلوم کرنے کی زحمت گوارا کرتے کہ تحصیل

مال کے ان ذرائع و وسائل میں کونسا ذریعہ حلال اور کونسا ذریعہ حرام ہے ؟ اگر یہ معلوم کر کے مال کماتے تو پھر ان بُرے نتائج سے پریشان بھی نہ ہوتے۔ میں اس موقع پر ایک مثال دیا کرتا ہوں :

بظاہر یہ خدا کے نافرمان بندے مال و دولت کی فراوانی میں اور اسباب راحت رساں میں نظر آتے ہیں لیکن ان کی حقیقت ایسی ہی ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر ایک گذرتی ہوئی ٹرین کے ڈبوں کا معائنہ کر رہا ہو اور اس اثنا اس کے سامنے سے ایک فرسٹ کلاس کا کمپارٹمنٹ گزرے اور اس میں ایک آدمی بہت ہی آزادی کے ساتھ گدے دار سیٹ پر سویا ہوا نظر آئے۔ اور پھر اس کے بعد ہی ایک تھرڈ کلاس کا ڈبہ گذرے جو آدمیوں کی بھیڑ بھر کم سے الامان والحفیظ کا مصداق ہو۔ اس تھرڈ کلاس میں ایک مسافر جسے بیٹھنے کو بھی جگہ نہ ملی ہو پسینے سے نہایت شرابور ہو بے چینی میں پاؤں اٹھا رہا ہو اور رکھ رہا ہو۔

اب آپ ہی غور کریں باہر سے دیکھنے والے کا دل کیا فیصلہ کرے گا۔ یہی نا کہ فرسٹ کلاس والا بڑے آرام میں ہے نہ بھیڑ بھر کم نہ گرمی نہ پسینہ۔ اور تھرڈ کلاس والا آدمی انتہائی تنگی اور پریشانی میں۔ لیکن میرے دوست! کیا تم اتنی تکلیف گوارا کرو گے کہ واقع کی تہ اور حقیقت تک پہنچ سکو۔ اگر تمہیں یہ زحمت گوارا ہے تو آؤ پھر اس تھرڈ کلاس والے سے ملاقات کریں اور اس کی خیریت پوچھیں۔ اب آپ اس سے سوال کریں اور از راہ ہمدردی یہ کہیں کہ بھائی تم کو اس ڈبے میں بھیڑ کے سبب بہت تکلیف و پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ تو دیکھو وہ کیا جواب دے رہا ہے۔ شاید تم حیرت سے منہ تکتے رہو وہ یہ کہے گا کہ بھائی کیا تکلیف ہے؟ سفر میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ چند اسٹیشنوں کے بعد میرا منزل مقصود آنے کو ہے میں وہاں اپنے بہترین بنگلے میں پہنچ جاؤں گا وہاں میرا گھر ہے اور سارے اسباب راحت موجود ہیں۔ یہ تھوڑی دیر کی پریشانی کیا معنی رکھتی ہے۔ نہ کسی کا ڈر ہے نہ خوف ٹکٹ ریلوے کا میرے پاس موجود ہی ہے۔

دیکھو! میرے عزیز! اس کا دل کتنا مطمئن ہے کتنا اطمینان بخش جواب دے رہا ہے۔ سچ ہے جتنا ہی ظاہر کے اعتبار سے پریشان ہے اتنا ہی قلبی اور ذہنی اعتبار سے مطمئن اور بے فکر ہے۔

لیکن دیر نہ کرو ذرا اس فرسٹ کلاس والے سے بھی خیریت معلوم کر لیں کہ وہ کس حال میں ہے؟ اب آپ پوچھیں اور مبارکباد دیتے ہوئے اس کے اس اسباب نشاط و تعیش پر یہ کہیں کہ بھائی تم تو آرام میں ہو خدا نے تم کو دولت سے نوازا ہے۔ گھر رہو تو آرام، سفر میں رہو تو آرام، تمہیں تو کسی بات کی

پریشانی ہی نہیں۔ لیکن دیکھو اس کا جواب سن کر ہی کوئی فیصلہ کرنا وہ تمہیں یوں جواب دے گا لیے اندھو! تمہیں دھوکہ ہو گیا نہ مجھے چین ہے نہ قرار، اور میرا دماغ کتنی الجھن میں ہے۔ اور سنو! میں نے کچھ دنوں قبل اپنے ایک نوکر کو ایک کوتاہی پر غصہ میں اپنی گولی کا نشانہ بنا دیا آج اس کے مقدمے کی تاریخ ہے جس کی فکر ہے اور سخت فکر ہے کہ آج میں پھانسی پر لٹکا دیا جاؤں گا۔ میرا تعاقب کیا جا رہا ہے اور میں کسی پناہ گاہ کی تلاش میں بھاگ رہا ہوں۔ اور سنو! میں نے جلدی میں ٹکٹ بھی نہیں لیا ہے اس وجہ سے ٹیٹی کا بھی خطرہ لگا ہوا ہے اس مالدار کا جواب جو بظاہر بڑے آرام کے نقشے میں ہونے کے سبب تمہارے لیے دھوکہ کا سبب بنا ہوا تھا لیکن ذرا اس مثال سے میرا نتیجہ بھی سنتے جائیے۔

دراصل جو نیک اور متقی بندے اللہ کے حکموں کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں خداوند کریم نے ان کے دل کو غنی بنا دیا ہے اور قناعت کی دولت سے انہیں مالا مال کر دیا ہے۔ وہ تھوڑے اور محدود لیکن حلال روزی میں خوش اور بے فکر ہیں، چہ جائیکہ ان کے پاس کوئی بڑا حلال ذریعہ ہو وہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ اس دنیا میں کچھ زحمتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں اصل گھر تو آخرت ہے۔ اس رخ کو ہم ہر لحظہ و ہر نفس رواں دواں ہیں فکر کس بات کی ہے عنقریب ہم اپنے اصل مکان میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں مالداری لکھ دی ہے تو اس کی ضرورت سمجھ کر ٹھکرا بھی نہیں دیتے بلکہ خدا کی نعمت و عطیہ سمجھ کر بڑے شکر کے ساتھ اس سے خود بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی فائدہ اٹھانے کا وافر موقع دیتے ہیں برخلاف ان کے جنہوں نے حلال و حرام کی تمیز کے بغیر مال جمع کیا اور ایمان و عمل کا ٹکٹ بھی نہ لیا ہر منٹ اور ہر آن طرح طرح کے خطرات میں گھرے رہتے ہیں خدا نے ان کی بے ایمانی اور فسق و فجور کے سبب ایسا بے قرار کر دیا ہے کہ کبھی بھی چین نہیں راتوں کو نیند نہیں کبھی سیل ٹکس، انکم ٹکس کے افسروں کا خطرہ ہے تو کبھی کسی مقدمے کی تاریخ کی فکر ہے اور ان ہی تفکرات و خطرات میں ان کے لیل و نہار گزر رہے ہیں۔

بہرحال بات یہاں سے چلی تھی کہ ایک آدمی کو بحیثیت مسلمان ہونے کے یہ فرض ہے کہ اپنے شعبہائے زندگی میں یہ معلوم کرے کہ آقا کا فرمان کیا ہے؟ آقا کا فرمان یہ ہے کہ اس حرام ذریعۂ معاش کو اس کی امت ہرگز اختیار نہ کرے کہ اس میں دنیا میں بھی چین نہیں اور آخرت میں تو اس کے بدلے ایک بھیانک انجام ہے، جو گزشتہ حدیثوں سے معلوم ہو ا پھر جب شریعت نے اس نشہ والی

کو خود ہی وسعت دی ہے اور بالکلیہ اس کام کو حرام بھی نہیں قرار دیا بلکہ غیر جاندار کی تصویر کو مباح رکھا۔ چنانچہ ہمارا فرض ہے کہ خدا کے اس حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور شریعت کی تعلیم کے متبع ہو جائیں اور رہا ذریعۂ معاش کا مسئلہ تو یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ حلال طریقے میں بھی اتنا ہی دے گا جتنا غیر حلال طریقے سے دے رہا تھا بلکہ اب برکت بھی ہوگی، سکون بھی ہوگا۔ اور مال طیب کے اثرات اپنے اندر اور بچوں کے اندر بھی مرتب ہوں گے، بایں معنیٰ کہ ان کو حسن عمل کی توفیق ہوگی کیونکہ جو خون اور گوشت پوست حلال سے بڑھتے ہیں ان کا میلان خدا کی طاعت و بندگی کی طرف ہوتا ہے۔

بزرگوں کی قبر پر عبادت خانہ تعمیر کرانا درست نہیں:

۱۴۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو بیویوں میں سے بعض نے (جن کے متعلق) کہا گیا ہے کہ وہ ماریہؓ تھیں) کنیسہ (یہودیوں اور نصاریٰ کا عبادت خانہ) کا تذکرہ چھیڑا (اور ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ (دونوں) سرزمین حبشہ سے آئی تھیں اس بنا پر ان دونوں نے (اس عبادت خانے) کے حسن کی اور ان تصاویر کی جو (ان عبادت خانوں میں تھے) بیان کیا تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا یہی وہ لوگ ہیں کہ جب انہی کا کوئی صالح اور بزرگ بندۂ خدا انتقال کر جاتا ہے تو لوگ اس کی قبر پر ایک سجدہ گاہ (یعنی عبادت خانہ) تعمیر کر دیتے ہیں اور اس میں اس بزرگ کی تصویر (یا مجسمہ) بنا دیتے ہیں (اور ان کے اس فعل بد پر نکیر کرتے ہوئے فرمایا) یہی لوگ ہیں جو اللہ کی مخلوق میں سب سے بُرے ہیں۔ (متفق علیہ)

تشریح:

گزشتہ قوموں کا یہی حال رہا ہے کہ جب انہی کا کوئی اللہ والا مر جاتا تو شیطان انہیں ورغلاتا اور سمجھاتا یہ تمہارے بزرگ تھے جو تم سے رخصت ہو گئے اس لیے بطور یادگار کے ان کا ایک مجسمہ یا ان کی ایک تصویر بنالو چنانچہ وہ لوگ شیطان کے اس مکر میں آجاتے اور اس پر عمل کر ڈالتے پھر کچھ دنوں کے بعد وہ انہیں ان کی برسی منانے کی تعلیم دیتا اور وہ لوگ سال میں ایک دن برسی مناتے اور اس دن میلے لگاتے اور خوب خوشیاں مناتے۔ اس طرح چند سالوں تک یہ سلسلہ چلتا رہتا اور جب ان کے دلوں میں اس دن کی اہمیت و عظمت خوب رچ بس جاتی تو شیطان اس بات کی تعلیم دیتا کہ وہ ان بزرگوں کے واسطے سے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے مرادیں مانگیں۔ چنانچہ وہ لوگ اس پر بھی راضی ہو جاتے پھر آہستہ آہستہ شیطان انہیں اس عقیدے پر لگا دیتا کہ وہ لوگ انہیں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنے لگتے۔ اس حدیث میں انہیں قوموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے ہمارے نبی اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم نے انتہائی دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اس کا بالکل سدباب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم یہی یہود و نصاریٰ کی طرح میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنا لینا بلکہ بحضور رب کائنات یہ دعا کی اے باراللہ تو میری قبر کو عبادت گاہ بننے سے محفوظ رکھنا چنانچہ آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آپؐ کی قبر ان خرافات سے محفوظ ہے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان کے بہت سے سادہ لوح مسلمان کچھ زر پرست علماء کی باتوں میں آکر وہی کام کرنے لگے جن سے سرکارِ دو عالم نے سختی سے منع فرمایا تھا۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آج جو بزرگوں کی قبروں پر دین و شریعت کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں یہ خدا اور رسولؐ کو خوش کرنے والے کام ہیں ہرگز نہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں آنحضور صلعم کا ببانگ دہل اعلان ہے اولئك شرار خلق الله یہی لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے برے ہیں اس لیے کہ یہ لوگ اللہ کی ذات میں شرکت کا ایک خوشنما دروازہ کھولتے ہیں۔

زیادہ سخت عذاب کن لوگوں کو :

۱۵۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قیامت کے دن زیادہ سخت عذاب اس کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا۔ یا جس نے کسی آدمی کو (اس وقت جبکہ کفر و شرک کی یا حق، ناحق کی لڑائی ہو رہی ہو اور کوئی نبی کے مقابلہ میں جنگ کرنے آجائے اس وقت) قتل کر دیا یا کسی آدمی نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کر دیا۔ اور تصویر بنانے والے اور ایسا عالم کہ جس نے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا یعنی اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

تشریح :

چونکہ بہت سی امتوں نے اپنے زمانے کے نبیوں کو قتل کر دیا اور نبی کا قتل کرنا گویا کہ اپنے خیرخواہ حقیقی کو مار ڈالا ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ دل میں ایمان و یقین کا نور نہ ہو اور اپنے کفر و شرک کی بنا پر کفر و شرک سے روکنے والے سے نفرت اور دشمنی ہو جائے اور اس کے نتیجے میں کوئی شخص اپنے زمانے کے نبی کو قتل کر دے اور یہ فعل ظاہر ہے کہ کتنا حرام ہے اس کی پاداش میں جتنا سخت عذاب دیا جائے کم ہے۔

یا پھر اس نبی نے کسی کو میدان جنگ میں قتل کر دیا تو بھی اس وجہ سے سخت عذاب کا مستحق ہوگا کہ اس نے نبی کی بات سے انکار کر کے کفر کیا، نیز خدا کے رسول کا مقابلہ کیا۔ اس بنا پر سخت عذاب کا مستحق قرار دیا جائے تو کچھ عجب نہیں۔

تیسرا شخص جس کو سب سے سخت عذاب دیا جائے گا وہ ہے جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں

سے کسی ایک کو قتل کر دیا حالانکہ عام مسلمانوں کے قتل پر یوں ارشاد ربانی ہو رہا ہے ۔ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ ۝ یعنی جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو قصداً قتل کر دیا تو اس کا بدلہ جہنم ہے، جب عام آدمی کے قتل پر اتنی سخت وعید ہے تو اپنے ماں باپ کا قاتل بدرجۂ اولیٰ سخت سے سخت عذاب کا مستحق ہو گا اور مصور یا مجسمہ گر تو یہ بھی سخت عذاب میں اس لیے مبتلا کیے جائیں گے کہ انہوں نے تصویر بنا کر اللہ تعالیٰ کی مشہور صفت تخلیق میں شرکت کی جرأت کی ۔

حدیث کے آخری جملے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ایک عالم دین کو بھی ہو گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم کی دولت سے نوازا لیکن اس نے اس علم کے باوجود اپنے عملوں کی اصلاح کی فکر نہ کی اور اس نے جانتے ہوئے کوتاہی کی ۔ چنانچہ ایک دوسری روایت کا مضمون اس مضمون کو اور واضح کر دیتا ہے ، وہ یہ کہ قیامت کے دن عام انسانوں کو چھوڑ کر کچھ لوگوں کی طرف بہت تیزی سے جہنم کی آگ بڑھے گی تو وہ حیرت سے بحضور رب العٰلمین سوال کریں گے لے خداوند کریم ! آپ کے عدل و انصاف کے یہ شایان شان نہیں کہ ہم لوگوں کو عام لوگوں سے پہلے عذاب دیا جائے ۔ تو انہیں یوں جواب دیا جائے گا کہ چونکہ تم لوگ جانتے ہوئے بھی عملوں سے دور رہے اور اللہ کی نافرمانی کی اس لیے عام لوگوں کے مقابلے میں تم لوگ زیادہ قابل گرفت ہو ۔

ایسا عالم جس کے پاس علم ہو اور اس سے وہ فائدہ نہ اٹھائے وہ اس مالدار کی طرح ہے جس کے پاس مال و دولت ہو اور پھر بھی بھوکا رہے ۔

کتنے حسرت و افسوس کی بات ہے کہ قیامت کے دن اپنی بے عملی کی وجہ سے ایک عالم دین جہنم میں ڈال دیا جائے گا ۔ ایک حدیث میں ہے کہ جہنم میں ایک شخص کی انتڑیاں نکلی پڑی ہوں گی اور وہ اپنی انتڑیوں کے اردگرد یوں گھوم رہا ہو گا جیسے کولھو کا بیل گھومتا ہے ۔ اسے دیکھ کر بہت سے جہنمی جمع ہو جائیں گے اور سوال کریں گے تم یہاں کس طرح پہنچ گئے حالانکہ تم تو دنیا میں وعظ و نصیحت کرتے تھے تو وہ بہت ٹھنڈی سانس لے کر کہے گا ہاں میں دوسروں کو نصیحت تو کرتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا ۔

بہر حال یہ حدیث اپنی وعید کے اعتبار سے قاتلِ نبی، مقتولِ نبی، قاتلِ والدین کے ساتھ مصور اور عالم بے عمل کو بھی شامل ہے ۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ ۔